نکاح سے متعلق اسلامی احکام اور ان کے فوائد

(فرمودہ ۳ جولائی ۱۹۲۳ء)

۳۰۔ جولائی ۱۹۲۳ء کو بعد نماز عصر دو [1] نکاحوں کا اعلان فرمانے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حسب ذیل خطبہ نکاح ارشاد فرمایا :

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

نکاح کا معاملہ ایسا اہم معاملہ ہے کہ دنیا کے بہت سے کاروبار کی بناء اسی پر ہے اور درحقیقت کسی قوم کی ترقی اور تنزلی کا انحصار اسی پر ہے کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی، کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی اور کوئی قوم اپنا مدعا اور مقصد حاصل نہیں کر سکتی جب تک لامتناہی ترقی کرنے والا سلسلہ اولاد پیچھے نہیں چھوڑتی۔ کیونکہ کوئی انسان خواہ کتنا ہی بڑا ہو جائے اور کتنی ہی ترقی کرے اگر اس کے بعد اس کے کام کو جاری رکھنے والے نہ ہوں تو اس کی تمام کوششیں اور تمام محنت ضائع ہو جاتی ہے اور اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔ اپنی ذات میں کوئی شخص خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے اگر اس کے بعد اس کی ترقی کو بڑھانے والا کوئی نہ ہو تو دنیا اور قوم کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ چونکہ آئندہ کام کو جاری رکھنے والی اولاد ہی ہوتی ہے اس لئے تمام ترقیات کی جڑ نکاح ہے کیونکہ اس کے ذریعہ آئندہ نسل چلتی ہے جو پہلوں کی قائم مقام بنتی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے لئے ایسا سلسلہ رکھا ہے کہ مرد و عورت کے ملنے سے پیدا ہو۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ صرف مرد سے اولاد پیدا ہوئی ہو اور اگر بغیر مرد کے کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تو بطور معجزہ اور زجر کے ہوا ہے جیسے حضرت مسیح پیدا ہو گئے اور بھی چند مثالیں ملتی ہیں

مگران کو قانون نہیں قرار دیا جاسکتا۔ بعض باتیں استثنائی ہوتی ہیں مگر پھر بھی کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ مثلاً لکنت ہے یہ استثنائی امر ہے کیونکہ عام لوگوں کی زبان ایسی نہیں ہوتی لیکن پھر بھی لاکھوں انسان ہوں گے جن کی زبان میں لکنت ہوگی۔ اسی طرح صرف عورت سے بچہ پیدا ہونا استثناء ہے مگر استثناء میں سے بھی استثناء ہے کہ بہت کم مثالیں ملتی ہیں اور مرد کو بچہ پیدا ہونے کی تو کوئی مثال ہی نہیں ملتی پس جبکہ اولاد پیدا نہیں ہو سکتی مرد اور عورت کے ملے بغیر تو معلوم ہوا کہ نکاح پر ہر قوم کی ترقی کا دارو مدار ہے۔

میں نے کئی دفعہ اس امر کے متعلق سوچا ہے کہ اگر لوگوں کا کوئی معاملہ ایسا ہے جس پر قوم تصرف رکھے تو وہ نکاح ہے۔ شریعت نے طلاق کے متعلق تو رکھا ہے کہ برادری کے لوگ سمجھائیں اور صلح کرانے کی کوشش کریں کیونکہ طلاق کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ سوچا اور میرے خیال میں آیا ہے کہ نکاح کے معاملہ میں قوم کو بولنے کا حق حاصل ہونا چاہئے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص ایسی عورت سے شادی کرلے جس کی وجہ سے قوم تباہ ہو جائے۔ وہ عورت اولاد کو ایسے رنگ میں اٹھائے کہ جو قوم کی تباہی کا باعث ہو اس لئے قوم کو بولنے اور رائے دینے کا حق ہونا چاہئے اس کے نہ ہونے سے بڑے بڑے نقصان ہوتے ہیں۔ جیسے مسلمان بادشاہوں نے ایسے لوگوں کے ہاں شادیاں کرلیں جن میں اسلام نہ تھا مگران کی عورتیں خوبصورت تھیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اولاد اسلام سے بے نصیب ہوگئی کیونکہ مائیں اسلام سے ناواقف تھیں۔

عباسی خاندان اسی لئے تباہ ہوا کہ ان بادشاہوں کی اولاد کو اسلام سے اتنا بھی تعلق نہ تھا جتنا یورپ کے دہریوں کو عیسائیت سے ہے۔ ان کے درباروں میں اسلام پر ہنسی اور تمسخر کیا جاتا تھا اور اگر اس کے خلاف کوئی بولتا تو اسے بدتہذیب اور گستاخ قرار دے کر دربار سے نکال دیا جاتا۔ یہ اسی بات کا نتیجہ تھا کہ بادشاہوں نے ایسی عورتوں سے شادیاں کیں جو اسلام سے ناواقف تھیں۔ لیکن اگر یہ رکھا جاتا کہ ان کی شادیوں کے متعلق قوم کو بولنے کا حق ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔

یورپ میں بادشاہوں کے لئے یہ قانون رکھا گیا ہے اور یہ بہت اچھا قانون ہے۔ مثلاً انگلستان میں قانون ہے کہ شاہی خاندان یا اس سے تعلق رکھنے والے لڑکوں کو اجازت نہیں کہ وہ خود بخود شادی کرلیں یوں تو یورپ والے کہتے ہیں کہ ایشیائیوں کی تباہی کا بڑا سبب یہی ہے کہ

وہ عورت مرد کو آزادانہ طور پر شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتے لیکن شاہی خاندان کے لئے انہوں نے خود یہ پابندی رکھی ہے کہ وہ خود شادی نہیں کرسکتے۔ اسی طرح شاہی خاندان اور اس سے قرابت رکھنے والے خاندانوں کی لڑکیاں بھی خود شادی نہیں کرسکتیں۔ پہلے بادشاہ اور کونسل میں سوال پیش ہوگا اگر اجازت ہوگی تب کریں گے۔ ورنہ خواہ لڑکی کسی پر عاشق ہی ہو یا لڑکا کسی پر عاشق ہو اجازت کے بغیر شادی نہیں کرسکیں گے۔ اسی طرح بعض دفعہ میاں بیوی کی زندگی تلخ ہوجاتی ہے مگر ایسے فسادات بند ہوجاتے ہیں جو قوم کو تباہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایک شخص کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے مگر اس کا اثر قوم پر برا پڑنے کا خطرہ ہوتا ہے تو اسے شادی کرنے سے روک دیا جاتا ہے اور دوسری جگہ اس کی شادی کردی جاتی ہے لیکن جہاں وہ کرنا چاہتا ہو اگر اسی جگہ کرلے تو قومی طور پر جو حقوق اور اعزاز اسے ملے ہوتے ہیں وہ چھین لئے جاتے ہیں اور آئندہ ان حقوق سے محروم کردیا جاتا ہے۔ تو یورپ والوں نے شاہی خاندانوں کے لئے یہ قید رکھی ہے۔

میرے نزدیک ہر شادی میں دیکھنا چاہئے کہ اس شادی کا قوم پر کیا اثر پڑتا ہے۔ ہماری شریعت نے گو شادی کا معاملہ مرد و عورت کی مرضی پر رکھا ہے مگر اس کے لئے ایسی شرطیں لگا دی ہیں کہ اگر ان کو مدنظر رکھا جائے تو کوئی مضرت نہیں پیدا ہوسکتی مثلاً اول یہ کہ مرد و عورت اور ان کے رشتہ دار خدا تعالیٰ کی رضاء اور اس کو خوش کرنے کے لئے شادی کریں اور اپنی کسی نفسانیت کے لئے نہ کریں اور جو ایسا کرے گا وہ قومی فوائد کو بھی مدنظر رکھے گا کیونکہ یہ بھی خدا کی رضاء کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ خطبہ نکاح میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں ہدایت کی گئی ہے کہ شادی کرتے وقت تم کو چاہئے کہ خدا کا خوف اور قرابت والوں کا لحاظ مدنظر رکھو۔ جب بیوی آئے گی میاں کے رشتہ داروں سے بھی اس کے تعلقات ہوں گے۔ اور میاں کے بیوی کے رشتہ داروں سے تعلقات ہوں گے لیکن اگر شادی ایسی ہوگی کہ اس کی وجہ سے رشتہ داروں کے تعلقات خراب ہوجائیں تو اس کے ذریعہ قوم میں ترقی کہاں ہوگی پس شادی کرتے وقت یہ دیکھنا ضروری ہے کہ عورت کے لانے سے اس کے رشتہ داروں اور اپنے رشتہ داروں سے کیسے تعلقات ہوتے ہیں۔ یہی بات لڑکی بھی دیکھے اور لڑکی بیاہنے والے بھی دیکھیں بعض اوقات لڑکا لڑکی کے خاندان سے دشمنی رکھتا ہے لیکن لڑکی خوبصورت ہوتی ہے اس لئے شادی پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ لڑکی کی شادی کی جائے گی تو لڑکی کو اپنے

خاندان سے جدا ہونا پڑے گا اور کئی قسم کی قباحتیں پیدا ہوں گی۔

اسی طرح یہ ہدایت کی گئی ہے کہ استوار قول سے شادی کا معاملہ طے ہو۔ دھوکا، فریب یا کوئی اور ناجائز خیال نہ ہو۔ جب اس طرح شادی ہوگی تو کوئی فساد نہ ہوگا۔ فساد کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگ اس لئے لڑکی لے لیتے ہیں کہ اس کے خاندان کو دکھ دیں اور لڑکی کو بیاہ کر خراب کریں مگر قرآن کریم کہتا ہے۔ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ [1] اس پر عمل کرنے والا کبھی ایسی بات نہیں کرے گا۔ یا بعض دفعہ جھوٹے وعدے کئے جاتے ہیں مثلاً لڑکے والے کہہ دیتے ہیں اتنا زیور اور اتنے کپڑے دیں گے حالانکہ جب لاتے ہیں تو دوسروں کے مانگ کر لاتے ہیں اسی طرح لڑکی والے کہتے ہیں اتنا جہیز دیں گے اور یہ اس لئے کہتے ہیں کہ لڑکی اچھی جگہ لگ جائے مگر جب وقت آتا ہے تو اپنے وعدہ کو پورا نہیں کرتے اس سے فساد شروع ہو جاتے ہیں۔ مگر اسلام کہتا ہے جو بات کہو پکی اور سچی کہو۔ اس طرح اس قسم کے دھوکوں سے روک دیا۔

یا لڑکے والے کہتے ہیں لڑکا لائق ہے مگر وہ لائق نہیں ہوتا۔ یا لڑکی والے کہتے ہیں لڑکی خوبصورت اور سلیقہ شعار ہے حالانکہ نہیں ہوتی اس قسم کی باتوں سے بھی روک دیا۔ غرض اس حکم کے ماتحت فساد کی ساری وجوہات دور ہو جاتی ہے۔

پھر فساد اس وجہ سے ہوتا ہے کہ آئندہ کے متعلق غور نہیں کیا جاتا۔ مرد یہ دیکھتا ہے کہ عورت خوبصورت ہو آگے خواہ کچھ ہو اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ [2] شادی کرتے وقت آئندہ کے نتیجہ کو سوچ لو اس حکم کو مدنظر رکھنے والے کبھی عورت کے صرف حسن و جمال کی وجہ سے شادی نہیں کرے گا کیونکہ وہ سمجھے گا کہ یہ عارضی ہے اور ہمیشہ رہنے اور کام آنے والی چیز تقویٰ اور پرہیزگاری ہے اس لئے اس کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ غرض ان آیات میں جتنے احکام شریعت نے دیئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے فساد پیدا نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح ان آیات میں ان رسوم سے بھی روک دیا گیا ہے جو شادی کے موقع پر کی جاتی ہے۔ مثلاً لوگ قرض لے کر اسراف کرتے ہیں اور اس طرح تباہ ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ آج تم روپیہ خرچ کر رہے ہو تم یہ دیکھو کہ کل اس کا کیا اثر ہوگا۔ اس بات کو مدنظر رکھنے والا کبھی سودی روپیہ لے کر شادی پر نہیں لگائے گا کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے یہ نہ دیکھو آج تمہارے ہاں شادی ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کل پرسوں کیا ہوگا۔

کیا آج تم خوشی کر رہے ہو کل ماتم تو نہ کرو گے آج اگر سودی روپیہ لے کر کوئی خوشی مناتا ہے تو کل یقیناً اسے ماتم کرنا پڑے گا جب کہ سب کچھ قرض خواہ کی نظر ہو جائے گا۔ اور پھر بھی اس کا قرضہ ادا نہ ہو گا۔

ہماری جماعت میں نکاح ہوتے ہیں جن میں بظاہر خوشی معلوم نہیں ہوتی۔ مثلاً آج ہی دیکھ لو یہاں نہ لڑکے والے ہیں نہ لڑکی والے دونوں کی طرف سے اجازت آگئی ہے اور یہاں نکاح پڑھا جا رہا ہے۔ ہمارے ملک کے لحاظ سے تو گویا یہ شادی نہیں مگر وہ جو خدا کے لئے دنیاداری کی باتوں کو چھوڑتے ہیں ان کے لئے ایسے نکاح ہمیشہ کے لئے شادی ہو جاتے ہیں اور وہ جو قرض لیتا اور باجے بجواتا آتش بازی چھڑاتا اور دعوتیں کرتا ہے اسے شادی کے دن خوشی ہو تو ہو مگر شادی کے ایک ماہ بعد جب بنیا آکر مانگتا ہے تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ قرض بڑھتا جاتا ہے زمین اور مکان قرق ہو جاتے ہیں تو قرض لے کر شادی پر خرچ کرنے والا خوشی کے شادیانے نہیں بجواتا بلکہ ماتم اور بربادی کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن اسلامی احکام پر عمل کرنے سے انسان ان سب خرابیوں سے بچ سکتا ہے۔

حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ لڑکی کی شادی ہے کچھ مدد دیجئے۔ فرماتے تھے مجھے تعجب ہوا کہ اسلامی نکاح کے لئے خرچ کی کون سی ضرورت ہے جتنا خرچ کر کے یہ شخص یہاں آیا ہے اسی میں نکاح ہو سکتا تھا۔ میں نے کہا جتنی رقم رسول کریم ﷺ نے فاطمہ کے نکاح پر خرچ کی تھی اتنی میں آپ کو دے دیتا ہوں۔ اس پر کچھ دیر چپ رہنے کے بعد کہنے لگا کیا آپ میری ناک کاٹنا چاہتے ہیں؟ مولوی صاحب نے فرمایا رسول کریمؐ کی ناک نہ کٹی تو تمہاری کیونکر کٹ جائے گی۔ درحقیقت اس طرح ناک نہیں کٹتی ہاں جو سوال کر کے خرچ کرتا یا قرض لے کر شادی کرتا ہے اس کی ناک خود کٹ جاتی ہے۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ نے سوال کرنے سے منع فرمایا ہے [۳] اور قرض سے انسان پر تباہی اور بربادی آتی ہے۔ شادی کے دن تو لوگ جمع ہو کر دعوت کھالیں گے لیکن جب بنیا مانگے گا تو نہ صرف کوئی مدد نہ کریں گے بلکہ الٹا کہیں گے اس نے کیوں ایسی بیوقوفی کی تھی۔ اگر وہ شادی پر کچھ نہ کرتا تو اس وقت خواہ کچھ کہہ لیتے لیکن اگر جائداد تباہ نہ ہوتی تو سب لوگ بعد میں اس کی تعریف کرنے لگ جاتے کیونکہ اس کے پاس روپیہ ہوتا۔

تو اسلامی احکام کی خلاف ورزی سے لوگ تباہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ نے

اس موقع کے لئے وہ کلمات منتخب فرما دیئے ہیں کہ ان کو مد نظر رکھنے سے کوئی دکھ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو ہماری جماعت کے لوگ ان احکام کی پابندی کرتے ہیں تو کیسے آرام میں رہتے ہیں۔ پہلے کئی روپے ملّا کو دیتے تھے اب تو میں یا کوئی اور مولوی صاحب کھڑے ہو کر نکاح پڑھ دیتے ہیں۔ حاضرین میں کچھ چھوہارے تقسیم کئے جاتے ہیں لیکن اگر کوئی یہ بھی نہیں لا سکتا تو نہ لائے۔ اگر اپنے پاس کچھ نہ ہونے کی صورت میں چوّنی یا دوّنی کے بھی چھوہارے لاتا ہے تو وہ مُسرف ہے چونکہ اس طرح یہاں نکاح ہوتے ہیں اس لئے ان کے منہ سے قرض سے دب کر یہ کبھی نہیں نکلتا کہ کس بے وقت میں شادی کی تھی۔ یہ اسلام کے احکام پر عمل کرنے سے آرام حاصل ہوا ہے۔ خدا کے رسول محمد ﷺ پر ہزار ہزار درود ہوں کہ لوگ ہمیں ان کی وجہ سے قید میں سمجھتے ہیں۔ مگر ہم ان کی غلامی میں بھی آزاد ہی ہیں کیونکہ قید میں وہ ہوتا ہے جو رسم و رواج میں جکڑا ہوا ہو۔ اور جسے آئندہ کی فکر نہ ہو۔

(الفضل ۱۷۔ جولائی ۱۹۲۳ء صفحہ ۵ تا ۷)

۱؎ فریقین کا الفضل سے تعین نہیں ہو سکا۔
۲؎ الاحزاب : ۷۱
۳؎ الحشر : ۱۹
۴؎ مسلم کتاب الزکوٰۃ باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلی۔۔۔۔